

دارالافتاء

مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

مفتی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

موبائل فونز میں ٹونز کی جگہ مقدس کلمات ریکارڈ کرنا

محترم مفتی صاحب۔ دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل موبائل ٹونز کی جگہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ اکبر اور اسی طرح دوسری قرآنی آیات ریکارڈ کی جاتی ہیں۔ فون آنے پر یہ کلمات موبائل سے پڑھے جاتے ہیں جس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ کوئی آپ سے باتیں کرنے کا خواہشمند ہے، میرے ایک دوست اس کو اچھا سمجھتے ہیں اور بہت سارے متدین حضرات کے موبائلز میں اس قسم کے کلمات نصب ہوتے ہیں۔ کیا موبائل میں ٹونز کی جگہ پر اس قسم کے کلمات ریکارڈ کئے جاسکتے ہیں اور ایسا کرنا واقعی مستحسن ہے؟ اگر نہیں تو پھر جن بعض مدارس کے ایکچینج میں فون جانے کے بعد مطلوبہ نمبر تک رسائی کے دوران فون میں کلام پاک کی جو تلاوت ہوتی ہے اس کا کیا حکم ہے، کیا موبائل میں اس قسم کے کلمات ریکارڈ کرنا اسی طرح نہیں۔ دلائل سے جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

والسلام

دراز خان (ضلع کرک)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب وبالله التوفیق

سائنسی ترقی کے اس دور نے جو بہت سارے جدید آلات ایجاد کئے ہیں ایک طرف تو ان سے سہولت اور آسانی پیدا ہو چکی ہے تو دوسری طرف انہوں نے بہت سارے نئے مسائل کو جنم لیا ہے۔ یہ بات مسلم ہے کہ جدید آلات نہ بذات خود اچھے ہیں اور نہ قبیح اس کے حسن و قبح کا معاملہ ان کے استعمال سے وابستہ ہے اگر ان آلات کو صحیح اور شریعت مقدسہ کے دائرہ میں رہے۔

ملا مت ہے۔ ان آلات میں سے ایک آلہ موبائل فون بھی ہے۔ اور خصوصاً موبائل سیٹ، اس سیٹ نے بہت سارے مسائل پیدا کئے ہیں۔ مثلاً فون آنے کی اطلاع کے لئے اس سیٹ میں عام ٹونز کے علاوہ انسانی آواز، حیوانات کی آوازیں، گانے بجانے، بسم اللہ اور قرآنی آیات جیسے مقدس کلمات ریکارڈ کئے جاتے ہیں، اسی طرح اس کے ذریعے فلم وغیرہ بنائی جاتی ہے اور اسی طرح نماز کی حالت میں فون کی اطلاع آنے جیسے بہت سارے مسائل اس کے ذریعے پیدا ہو چکے ہیں، اس قسم کے مسائل میں سے ایک مسئلہ موبائل فون پر فون آنے کی اطلاع کے لئے گھنٹی کی جگہ قرآنی آیت، بسم اللہ اور اللہ اکبر وغیرہ مقدس کلمات ریکارڈ کرنا ہے، اس وقت تقریباً ہر دین دار آدمی کے موبائل میں گھنٹی کی جگہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یا اللہ اکبر یا دوسرے آیات قرآنی ریکارڈ ہیں مگر ایسا کرنا فقہاء کرام کی عبارات کی روشنی میں قابل توجہ ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا مبارک نام بے حد عظمت و احترام والا ہے۔ اس نام کو محض ذکر و اوراد کے طور پر حصول ثواب کے لئے استعمال کیا جائے۔ اس کے علاوہ اس اسم مبارک کو اپنی ذاتی اغراض کی تکمیل کے لئے استعمال کرنا بہت ہی نامناسب امر ہے، قدیم اور متاخرین فقہاء و کرام سب نے لفظ اللہ کو اپنے آمد کی اطلاع یا دروس وغیرہ ختم کرنے پر متنبہ کرنے کے لئے استعمال کرنے کو مکروہ لکھا ہے۔

لما قال العلامة الحصفی وقد کرھوا واللہ اعلم ونحوہ لا اعلام ختم الدرس
حين یقرر وقال العلامة ابن عابدین (قوله لا اعلام ختم الدرس) اما اذا لم یکن
اعلاماً بانثھا نہ لایکرہ لانہ ذکر و تفویض بخلاف الاول لانہ استعملہ آتہ وللاعلام ونحوہ
ان قال الداخل یا اللہ مثلاً لیعلم الجلاس بمجیئہ لہیتوالہ محلاً ویوقروہ، و اذا قال
الحارس لانیہ الا اللہ ونحوہ لیعلم باستیقاظہ فلم یکن المقصود الذکر (رد المحتار
۴۳۱/۶) کتاب الخطر والاباحۃ قبل کتاب الاحیاء

اور اسی طرح فتاویٰ ہندیہ میں ہے: من جاء الی تاجر لیشتري منه ثوباً فلما فتح
التاجر الثوب سبح اللہ تعالیٰ وصلى علی النبی ﷺ و علی الوالدین وسلم اراد بہ
اعلام المشتري جودۃ ثوبہ فذلک مکروہ

اور آگے مذکور ہے و علی هذا یمنع اذا واحد من العظماء الی مجلس فسیح
او صلى علی النبی ﷺ والہ واصحابہ اعلاماً بقدمہ حتی یتفرج لہ الناس
او یقوموا لہ یاثم (الفتاویٰ الہندیہ ۳۱۵/۵)

بلکہ فقہاء کرام نے ہر ایسی جگہ جہاں بے ادبی کا خدشہ (خطرہ) ہو۔

فتاویٰ ہندیہ میں لکھا ہے کہ: الکلام منه ما یوجب أجراً کالتسبیح والتحمید وقرآۃ القرآن والاحادیث النبویۃ وعلم الفقہ وقدياً ثم وقدياً ثم به اذا فعله فی مجلس الفسق وهو یعلمه لمافیہ من الاستهزاء والمخالفة لموجبه (فتاویٰ الہندیہ ۳۱۵/۵)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ جدید آلات میں ریکارڈ شدہ اسماء حسنیٰ اور آیات قرآنی کے بارے میں لکھتے ہیں، البتہ اگر باوجود آلہ تلہی نہ ہونے کے کوئی دوسرا عارض مانع جواز ہوگا تو اس عارض کے سبب پھر منع کیا جاوے گا، مثلاً قاری کو اجرت دینا یا مسع (سنانے والا) یا مستمع (سننے والا) کا غیر طاعت کے قصد سے سننا یا سنانا جیسا کہ فقہاء بے تصریح فرمائی ہا کہ تاجر کا فتح متاع و فروخت کے لئے تجارتی سامان گا بہک کو دکھانا ”کے وقت ترویج سلعہ یا ترغیب متشرین اپنے سامان کا چلتا کے لئے“ کی غرض سے درود شریف پڑھنا یا حارس (پاسبان ۱۲) کا ایفاظ نامعین (سونے والوں کو جگانے کے لئے ۱۲) کی غرض سے تحلیل کا جھر کرنا، لا الہ الا اللہ بلند آواز سے پڑھنا، ان سب عوارض کی وجہ سے ممانعت کا حکم کیا جاوے گا۔ (فتاویٰ امداد المفتین الشہر بفتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۰۱۱/۱۰۲)

اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ موبائل میں اللہ کا نام یا قرآنی آیات صرف مخاطب کو خبردار کرنے کے لئے نصب کیا جاتا ہے کہ اس کو اس بات کا علم ہو جائے کہ اس سے کوئی بات کرنا چاہتا ہے، اس سے لفظ اللہ کی عظمت اور مقصود نہیں ہوتا بلکہ صرف اطلاع مقصود ہوتا ہے جبکہ لفظ اللہ کو ذکر اللہ کے علاوہ دوسرے مقاصد کیلئے استعمال کرنا ایک مذموم حرکت ہے۔

اس قسم سے ملتا جلتا ایک سوال حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاہوریؒ سے کہ جس گھنٹی کے بٹن دبانا پر اللہ اکبر کی آواز نکلے گھریا آفس میں استعمال کرنے کے بارے میں ایک استفسار کیا گیا تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے لکھا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلياً صورت مؤلہ میں اس گھنٹی کا استعمال جائز نہیں۔ اس میں اللہ عزوجل کے مبارک اور بے حد قابل عظمت نام کو کسی کو اپنے آنے کی خبر دینے یا کسی کو بلانے کے لئے استعمال کرنا لازم آتا ہے۔ اور یہ جائز نہیں گناہ کا کام ہے اس کے اس طرح استعمال سے اللہ تعالیٰ کے پاک اور مبارک نام کی توہین ہے لہذا گھریا آفس میں اسے استعمال نہ کیا جائے اللہ کا مبارک نام خالص ذکر الہی کی نیت اور ارادہ سے لینا چاہیے اپنی کوئی دنیاوی غرض پوری کرنے کے لئے اس مبارک نام کو استعمال کرنا بہت ہی نامناسب اور ایمانی غیرت کے منافی ہے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص لوگوں کو اپنی آمد کی خبر دینے کے لئے یا اللہ کہے تو یہ مکروہ اور جیسے کوئی شخص سبق ختم ہونے کی خبر دینے کے لئے واللہ اعلم کہے تو یہ بھی مکروہ ہے یا کوئی چوکیدار زور سے لا الہ الا اللہ پڑھے اور اس سے اس کا مقصد اپنے بیدار ہونے کی خبر دینا ہے تو یہ مکروہ ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۲۳۷/۱۰ متفرقات خطرہ والا بابۃ)

لہذا فقہاء کرام کے مذکورہ علوہ میں معلوم ہوا کہ اللہ کا نام یا دیگر قرآنی آیات ذکر

الہی کے علاوہ دیگر مقاصد و اغراض کے لئے استعمال کرنا مکروہ ہے، چونکہ آج کل موبائل سیٹوں میں دیگر ٹونز کی جگہ لوگ بسم اللہ الرحمن الرحیم یا اللہ اکبر یا دوسری کوئی قرآنی آیت اس لئے ریکارڈ کرتے ہیں کہ فون آنے پر اس کو اطلاع ہو کہ کوئی اس سے بات کرنے کا خواہشمند ہے، چونکہ وہ غرض ذکر الہی کا نہیں بلکہ اس سے مقصد صرف فون آنے کی اطلاع دینا ہے، اسلئے موبائل فون میں گھنٹی اور دیگر ٹونز کی جگہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ اکبر یا دوسرے قرآنی آیات ریکارڈ کرنا مکروہ ہے یہ اسم الہی کی بے ادبی ہے۔ اس سے بچنا مذہبی ذمہ داری ہے۔ البتہ اس کی جگہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ الخ ریکارڈ کرنا زیادہ مناسب ہے۔ اس لئے کہ السلام علیکم کی وضع دعائیہ کلمات ہونے کے ساتھ ساتھ اعلام کے لئے بھی ہے۔ علامہ حصکفیؒ اور علامہ ابن عابدینؒ نے لکھا ہے کہ اگر لوگ کھانا کھا رہے ہوں اور دوسرا شخص ان کے ساتھ کھانا کھانے کا خواہشمند ہو تو ان کو السلام علیکم کے ذریعے کھانے میں شرکت کی اطلاع دے سکتا ہے۔ ورنہ ویسے کھانے والوں کو سلام کرنا منع ہے۔

كما قال الحصكفی "وَدَعِ الْاَكْذَابَ اِذَا كُنْتَ جَائِعًا۔ وَتَعْلَمُ مِنْهُ اَنَّهُ لَيْسَ يَمْنَعُ (الدر المختار / علی صدر رد المختار) ۱/۶۱۷

وقال ابن عابدین "وفی وجیز الکردری مر علی قوم یا کلتون ان کان محتاجاً و عرف انھم یدعونہ سلم والافلا۔ وھذا یقضی بکراھۃ السلام علی الاکل مطلقاً الا فیما ذکرہ (رد المختار ۵۹۵/۹ مکتبۃ امدادیۃ ملتان)

اس لئے قرآنی آیات اور اسماء حسنی کے بجائے موبائل فون میں السلام علیکم ریکارڈ کیا جائے یا اس جیسے دوسرے کلمات جو عربی زبان کے ہوں دوسری زبانوں میں ہوں اور ان سے اطلاع کا حصول ہو سکے چاہے نثر ہو یا نظم یا پرندے وغیرہ کی آواز ریکارڈ کئے جائیں۔ یا عام سیمپل (سادہ) گھنٹی ریکارڈ کی جائے مگر ساز والی گھنٹی یا گانے میوزک ریکارڈ کرنے سے لازمی اور ضروری اجتناب کریں اس لئے کہ گانے اور نعمات سوز و ساز شرعاً حرام ہیں۔ جہاں تک اس کو ایکچینج میں ریکارڈ شدہ تلاوت کلام پاک پر قیاس کر کے جائز بلا کراہت کہنے کا تعلق ہے تو یہ قیاس درست نہیں اس لئے ایکچینج میں ریکارڈ شدہ آلات میں تلاوت سے اعلام و اطلاع مقصود نہیں ہوتا بلکہ خبر پہلے سے گھنٹی کی آواز سے ہو چکی ہوتی ہے، البتہ مطلوبہ نمبر تک رسائل کے لئے قرآن کی تلاوت یا دوسرے مزاحیہ کلام سنایا جاتا ہے تاکہ فون کرنے والا انتظار کے دوران مشغول رہے، اور اس کی حیثیت اس تلاوت کی طرح ہے جو ریڈیو ٹیپ ریکارڈ یا ٹی وی کے ذریعہ سنائی جاتی ہے، مفتی اعظم مفتی محمد شفیعؒ ریڈیو پر تلاوت قرآن کے پارے میں لکھتے ہیں اس لئے صحیح ہے کہ اس کو آلات لہو و طرب کے حکم میں (اس کا بیان جامع الہدایہ میں ہے) نہ کرنا چاہئے۔ وہ مجلس بھی لہو و لعب اور

لغو چیزوں سے الگ ہوتی ہے اس لئے اس پر تلاوت قرآن فی نفسہ جائز ہے۔ (آلات جدیدہ ۱۶۱)
اس لئے اس پر موبائل ٹونز کی جگہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم ، اللہ اکبر یا دوسرے آیات کے نصب کو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ احکام کا ترتیب مقاصد پر ہوتا ہے۔ الامور بمقاصدھا (شرح المجلد)

جناب مفتی صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔

گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج مردان سے ایک سالانہ رسالہ ”شفق“ شائع ہوتا ہے اس میں ایک صاحب نے امام اعظم ابو حنیفہؒ کی کنیت کے بارے میں ایک مضمون لکھا ہے جس میں مضمون نگار نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا کہ امام صاحب اپنی کنیت ایک خاص شرط کی وجہ سے اپنی بیٹی کے نام رکھی ہے، مضمون کی فوٹو کاپی لف ہے۔ برائے مہربانی اس بارے میں حقیقت حال سے آگاہ فرمائیں۔ کیا یہ واقعہ درست ہے اور کیا اسی وجہ سے امام صاحب اپنی کنیت رکھی تھی یا نہیں۔ اور امام صاحبؒ کی بیٹی تھیں یا نہیں۔ ہم نے سنا ہے کہ امام صاحبؒ کا صرف ایک بیٹا تھا کیا یہ صحیح ہے؟

دعاؤں کا طلب گار

واحدمیر (ہوتی مردان)

الجواب باللہ التوفیق

امام اعظم ابو حنیفہؒ کی کنیت کے بارے میں مختلف روایات کتابوں میں مذکور ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی ایک لڑکی تھی جس کا نام حنیفہ تھا۔ تو اس نام کی وجہ سے آپ کی کنیت ابو حنیفہ مشہور ہو گئی۔ مگر اس روایت کو صاحب الخیرات الحسان علامہ ابن حجرؒ نے رد فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایسے لہ ذکر و لانشی غیر حسان (الخیرات الحسان) آپ کی کوئی بیٹی نہیں تھیں اور نہ حماد کے علاوہ کوئی بیٹا تھا۔ اسی طرح علامہ خوارزمی اور دوسرے محققین سے بھی یہی روایت ہے کہ امام صاحب کے یہاں صرف ایک لڑکا تھا جس کا نام حماد ہے اس کے علاوہ کوئی دوسری اولاد نہیں۔ (تذکرہ النعمان اردو ص ۷۳)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عراقی زبان میں حنیفہ دوات کو کہتے ہیں، چونکہ امام صاحب ہر وقت اپنے ساتھ دوات رکھتے تھے، قلم اور دوات سے آپ کا گہرا لگاؤ تھا۔ اس لئے آپ کو ابو حنیفہ کہا جانے لگا۔ (تاریخ بغداد ۱۳/۳۴۷)
بحوالہ مکانة الامام ابی حنیفہ بین المحققین ص ۳۹ ماریہ نول مص فیاضی رائے ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ